

## 32580- والد شادی سے روکے تو کیا قاضی سے شکایت کرنی چاہیے

### سوال

میری ایک اٹھائیس سالہ سہیلی کے لیے ایک دینی اور اچھے اخلاق والے اور اچھے خاندان کے نوجوان کا رشتہ آیا ہے اور اس کی شہادت لڑکی والے بھی دیتے ہیں، لیکن میری سہیلی کو اس پر بہت تعجب ہے کہ باوجود اس کے کہ والدین اس کے دینی اور اخلاق کی شہادت بھی دیتے ہیں اور پھر رشتہ سے انکار بھی کرتے ہیں۔

انکار کا فقط سبب یہ ہے کہ وہ لڑکان کی برادری اور قبیلہ سے تعلق نہیں رکھتا اور غیر برادری میں شادی کرنا ان کے نزدیک صحیح نہیں، میری سہیلی نے اپنے والدین کو منانے کی بہت اور ہر ممکن طریقہ سے کوشش کی ہے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، بلکہ اس نے واسطہ بھی ڈالا ہے جس نے اس کے والد اور چچا سے بات بھی کی ہے۔

اور اپنے دوہچازادوں کی بھی اس لڑکے کے بارہ میں تحقیق کرنے کے لیے بھیجا جنہوں نے اسے ایک اچھا اور بہتر نوجوان پایا، انہوں نے بھی لڑکی کے والد سے بات کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، لڑکی نے اپنے والد کو سمجھایا بھی ہے کہ وہ اب بڑی عمر کی ہو گئی ہے اور شادی کے موقع بھی کم ہو چکے ہیں، اور اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی ڈرایا ہے لیکن اس کے باوجود کوئی فائدہ نہیں اور والد صاحب نہیں مانے کیونکہ وہ والدہ کی بات تسلیم کرتے ہیں اور سب کچھ ان کے ہاتھ میں ہے جو کہ اپنی بیٹی کی شادی نہیں کرنا چاہتی رسم رواج کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لیے کہ وہ یہ لاچ کرتی ہے کہ بیٹی ملازمت کرے اور ٹیچر لگنے کے بعد والدہ کو تنخواہ ملے۔

میری یہ مشکل ہے اور اب سوال یہ ہے کہ :

کیا اس لڑکی کو عدالت میں جانا چاہیے تاکہ قاضی اس کی شادی اس لڑکے سے کر دے، اور کیا ایسا کرنے میں بہت زیادہ وقت صرف ہوگا تاکہ شادی ہو سکے، یعنی کیا قاضی اس کے والد کو طلب کرے گا اور معاملات لمبے ہوں گے اسے یہ خوف ہے کہ اگر اس نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور قاضی نے تاریخ مقرر کر دی تو یہ احتمال ہے کہ گھر والے وہاں جانے ہی نہ دیں اور اس کی عدم موجودگی میں معاملہ ختم ہو جائے۔

ہمیں اس موضوع کے بارہ میں معلومات سے نوازیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

پسندیدہ جواب

الحمد للہ

والدین کا اپنی بیٹیوں کی شادی برادری و قبیلہ کے علاوہ کہیں اور شادی نہ کرنا چاہیے اس کی وجہ سے شادی میں تاخیر ہی کیوں نہ ہو جائے بہت بڑا ظلم اور اس امانت میں خیانت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں میں دے رکھی ہے۔

لڑکی کو شادی کرنے سے روکے رکھنا اور اسے گھر میں بٹھائے رکھنے سے جو فساد پیا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا، اور پھر آج معاشروں میں نظر دوڑانے والا شخص بھی اسے بخوبی دیکھتا اور محسوس کر سکتا ہے۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مفساد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کچھ اس طرح فرمایا:

ابو جاتم المزنی رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(جب تمہارے پاس ایسا رشتہ آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس کی شادی (اپنی بیٹی) سے کر دو اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر زمین میں وسیع و عریض فتنہ پیا ہو جائے گا) سنن ترمذی حدیث نمبر (1084) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے صحیح ترمذی میں صحیح قرار دیا ہے۔

جو ولی بھی اپنی اپنی ولایت میں پلنے والی کسی عورت کو دینی اور اخلاقی طور پر پسندیدہ رشتہ آنے کے باوجود شادی سے منع کرتا ہے وہ اس کے لیے عاضل شمار ہوگا اور ولی بھی نہیں رہے گا بلکہ اس کے علاوہ کوئی اور قریبی ولی بنے گا اور ولایت اس سے منتقل ہو جائے گی۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں:

(عورت جب کسی سے شادی کرنے کا مطالبہ کرے اور وہ رشتہ بھی اس کے کفو و برابری کا ہو اور دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہوں تو لڑکی کو اس سے شادی نہ کرنے دینے کو عاضل کہتے ہیں۔

معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کی ایک شخص سے شادی کر دی تو اس نے طلاق دے دی جب اس کی عدت ختم ہو گئی تو وہ پھر شادی کا پیغام لے کر آیا، تو میں نے اسے کہا میں نے تیری شادی کی اور اسے تیرے ماتحت کیا اور تیری عزت افزائی بھی کی لیکن تو نے اسے طلاق دے دی اور اب پھر اس سے شادی کرنا چاہتا ہے! اللہ کی قسم وہ کبھی بھی تیری بیوی نہیں بن سکتی، اور اس شخص میں کوئی حرج بھی نہیں تھا، اور عورت بھی اس کے پاس جانا چاہتی تھی۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿تَمَّ أَنْهِيَ نِكَاحَ كَرْنَةَ مِنْ نَهْرٍ كَرْنَةَ﴾۔ میں نے کہا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا کرتا ہوں، راوی کہتے ہیں کہ معتقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی شادی اسی شخص سے کر دی (صحیح بخاری)۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ عورت چاہے مہر مثل یا اس کے سے کم پر شادی کرنا چاہے۔

اور اگر وہ کسی معین شخص سے شادی کرنا چاہتی ہو جو اس کا کفو بھی ہے اور ولی کسی اور سے شادی کرنا چاہتا ہو لیکن وہ بھی اس کا کفو ہو لیکن ولی اس کی مرضی کے شخص سے جس سے وہ شادی کرنا چاہتی ہے روکتا ہے وہ اس حالت میں بھی اس کے لیے عاقل شمار ہوگا یعنی اسے شادی کرنے سے منع کر رہا ہے۔

لیکن اگر عورت کسی ایسے شخص سے شادی کرنے کا مطالبہ کرتی ہے جو اس کا کفو نہیں تو ولی کو اس سے شادی کرنے سے منع کرنے کا حق حاصل ہے اس صورت میں وہ عاقل یعنی اسے شادی سے منع کرنے والا شمار نہیں ہوگا۔ دیکھیں المغنی (383/9)۔

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہتے ہیں:

(لڑکی جب سن بلوغ کو پہنچ جائے اور اس کا دینی اور اخلاقی لحاظ سے مقبول اور کفور شہتہ آئے اور ولی بھی اس میں کسی قسم کی جرح و قدح نہ کرے جس کی وجہ سے وہ رشتہ اس لڑکی کے لیے قابل قبول نہ ہو اور جو وہ دعویٰ کر رہا ہے وہ بھی ثابت ہو جائے، تو لڑکی کے ولی کو وہ رشتہ قبول کرتے ہوئے لڑکی کی شادی اس سے کر دینی چاہیے۔

اگر وہ اس کی شادی اس لڑکے سے نہیں کرتا تو اسے ولی ہونے کے ناطے جو کچھ اس پر لڑکی کے بارہ میں واجب ہوتا ہے یاد دلایا جائے، اگر وہ اس کے باوجود شادی نہ کرنے پر مصر ہو تو اس کی ولایت ساقط ہو جائے گی اور لڑکی کا ولی قریبی عصبہ بن جائے گا) دیکھیں فتاویٰ الشیخ محمد ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ (97/10)۔

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

(جب عورت کے ولی کے پاس دینی اور اخلاقی لحاظ سے کفور شہتہ آئے اور وہ لڑکی کی شادی اس کے ساتھ کرنے سے انکار کر دے تو اس کی ولایت سب سے قریبی عصبہ کی طرف منتقل ہو جائے گی، اگر وہ بھی شادی کرنے سے انکار کر دے جیسا کہ غالباً ہوتا ہے تو پھر ولایت شرعی حاکم کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

اور شرعی حاکم لڑکی کی شادی کرے گا، اس پر بھی واجب ہے کہ جب اس کے پاس یہ مقدمہ پہنچے اور یا ثابت ہو جائے کہ لڑکی کے اولیاء نے لڑکی شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے تو پھر وہ خود لڑکی کی شادی کرے کیونکہ جب خاص ولایت نہ ہو تو اسے عام ولایت حاصل ہے۔)

فتحا رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اگر ولی کسی کنورشہ سے لڑکی کی شادی کرنے سے انکار کرنا اور ایسا کئی ایک بار کرے تو اس سے وہ فاسق ہو جائے گا اور اس کی ولایت ساقط ہو جائے گی، بلکہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مشہور مسلک تو یہ ہے کہ اس سے امامت کا حق بھی ساقط ہو جائے گا اور وہ نماز میں امام نہیں بن سکتا یہ معاملہ تو اور بھی خطرناک ہے۔

جیسا کہ ابھی ہم اوپر اشارہ بھی کر چکے ہیں کہ لڑکیوں کے کچھ اولیاء تو صحیح رشہ کو بھی رد کر دیتے ہیں جو کفو بھی ہوتے ہیں اور لڑکی حیا کے پیش نظر قاضی کے پاس جا کر شادی کا مطالبہ نہیں کرتی، بلکہ فی الواقع ایسا ہوتا ہے، لیکن لڑکی کو چاہیے کہ وہ مصلحت اور فساد کے مابین مقارنہ اور موازنہ کرے کہ کس میں فساد زیادہ ہے یہ کہ وہ شادی کے بغیر بیٹھی رہے اور اس کا ولی اپنے مزاج اور خواہش پر عمل کرتے ہوئے اس کے بارہ میں جو چاہے فیصلہ کرتا پھرے، اور اس کی شادی کرنے کی عمر ہی ڈھل جائے اور شادی کی طلب نہ رہے۔

یا کہ اسے قاضی کے پاس جا کر اسے اپنی شادی کا مطالبہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ تو لڑکی کا ایک شرعی حق بھی ہے۔

بلاشک دوسرا عمل یعنی قاضی کے پاس جانا زیادہ اولیٰ اور افضل ہے کہ وہ وہاں جا کر شادی کا مطالبہ کرے جو کہ اس کا حق بھی ہے، اور پھر اس لیے بھی کہ اس کا قاضی کے پاس جانا اور شادی کے مطالبہ پر قاضی کا اس کی شادی کرنے میں اس کے علاوہ دوسری کی بھی مصلحت ہے، کیونکہ جس طرح یہ قاضی کے پاس آئی ہے وہ بھی قاضی کے پاس آئے گی۔

اور پھر قاضی کے پاس جانے میں ان ظالموں کے ظلم کو بھی روکنا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان لڑکیوں کا ولی بنایا اور وہ ان کے لیے صحیح اور کنورشہ آنے کے باوجود ان کی شادی نہ کر کے ظلم کر رہے ہیں۔

یعنی ایسا کرنے میں تین طرح کی مصلحتیں پائی جاتی ہیں :

عورت کے لیے اپنی مصلحت کہ وہ شادی کے بغیر نہیں رہے گی۔

دوسری لڑکیوں کی بھی اس میں مصلحت ہے کہ وہ اس انتظار میں ہے کہ کون یہ دروازہ کھولے اور وہ بھی اس کی پیروی کریں۔

لڑکیوں کے اولیاء کو ظلم سے باز رکھنا جو اپنی ولایت میں موجود لڑکیوں پر اپنے مزاج کے مطابق فیصلے کے ان کی شادی نہ کر کے ان پر ظلم کرتے ہیں، اور جو چاہیں ان کے بارہ میں فیصلہ کرتے ہیں۔

اور اس میں ایک یہ بھی مصلحت ہے کہ ایسا کرنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل بھی ہوتا ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(جب تمہارے پاس ایسا رشتہ آئے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے) اپنی لڑکی کی شادی کر دو اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں وسیع و عریض فساد پیا ہو جائے گا۔

اور اسی طرح ایسا کرنے میں ایک خاص مصلحت یہ بھی ہے کہ جو لڑکے اخلاقی اور دینی طور پر لڑکیوں کے کنفوں میں شمار ہوتے ہیں وہ رشتہ لینے آئے ہیں ان کی خواہش اور مقصد کی بھی تکمیل ہے کہ اپنی خواہش کو جائز طریقے سے عورتوں کے ساتھ پوری کر سکتے ہیں۔ انتہی۔

دیکھیں فتاویٰ اسلامیہ (148/3)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی کہنا ہے کہ:

لیکن کاش ہم اس حد تک نہ پہنچیں کہ جس میں لڑکی اس بات کی جرات کرے کہ جب اس کا والد اسے ایسے شخص سے شادی نہ کرنے دے جو دینی اور اخلاقی لحاظ سے اس کا کفو ہو تو وہ لڑکی قاضی سے جا کر شکایت کرے، اور قاضی اس کے والد سے کہے کہ اس کی شادی اس شخص سے کر دو وگرنہ میں کرتا ہوں یا پھر تیرے علاوہ کوئی ولی کر دے گا۔

اس لیے کہ لڑکی کو حق حاصل ہے کہ جب اس کا والد اسے شادی نہ کرنے دے (تو وہ قاضی سے شکایت کر دے) اور یہ اس کا شرعی حق ہے کاش ہم اس حد تک نہ پہنچیں، لیکن اکثر لڑکیاں شرم و حیا کی وجہ سے ایسا نہیں کرتیں۔ آپ اس کی مزید تفصیل کے لیے سوال

نمبر (10196) کا بھی

مطالعہ کریں۔

لڑکی کی شادی کرنے کا سب زیادہ حقدار اس کا والد ہے، پھر اس کے بعد دادا چاہے وہ اوپر کی نسل میں ہی ہو، پھر اس کے بعد عورت کا بیٹا، پوتا اگرچہ اس سے نیچے کی نسل میں ہی ہو، پھر لڑکی کا سگا بھائی پھر عورت کا صرف والد کی طرف سے بھائی پھر ان کی اولاد چاہے وہ کتنے ہی نیچے درجہ کے ہی ہوں، پھر چچے، پھر ان کی اولاد چاہے نیچی نسل ہی ہو پھر باب کی طرف والد کی طرف سے چچا پھر حکمران۔ دیکھیں المغنی (9/355)۔

ہمیں یہ تو علم نہیں کہ شرعی عدالت اس کام کے لیے زیادہ وقت لیتی ہے یا کم، یہ ممکن ہے کہ قاضی کو اس بات کی تمبیہ کر دی جائے یہ احتمال ہے کہ اس کا والد دوبارہ عدالت میں آنے سے روک دے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کی مشکلات دور کرے اور آپ کے معاملے کو آسان فرمائے۔

واللہ اعلم۔